

مولانا یسین اختر مصباحی

تقلید فقہی: حقیقت، نوعیت اور ضرورت

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دین اسلام کی مذہبی و علمی اور عملی تعبیر و تشریح ہیں۔ عقائد و مبادی اور احکام و مسائل کے سرچشمے ہیں اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ احوال و قضایا اور شعبہ ہائے حیات میں اُسودہ و قدودہ اور نمونہ کامل ہیں جن کا ہر قول و فعل و عمل صحابہ کرام اور قیامت تک کی اُمت مسلمہ کے لیے دلیل و حجت شرعی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دین اسلام ایک ہی ہے اور یہی دین اسلام قیامت تک کے لیے اللہ کا محبوب اور منتخب دین ہے۔ لیکن ہر صاحب شریعت پیغمبر کو اللہ نے جس شریعت مطہرہ سے نوازا وہ بعد میں اختلافِ زمان و مکان کی وجہ سے مشیتِ الہی کے مطابق تغیر پذیر ہوتی رہی جب کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس نے یہ امتیاز و اختصاص بخشا ہے کہ اس کے بعد اب کوئی شریعت جدیدہ نہیں اور یہی شریعت محمدی اپنے کمال و جامعیت کی بنیاد پر جہاں مسلمانانِ عالم کے لیے واجب الاتباع ٹھہری وہیں اپنی زندگی و تابندگی اور تازگی و شادابی کے لحاظ سے بقائے دوام کی خلعت سے بھی سرفراز ہوئی۔ فالحمد لله علی ذلک۔

سنت رسول کے ساتھ سنتِ خلفائے راشدین کی اطاعت و اتباع ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جماعتِ مبارکہ بھی عدول و مقتداے شریعت و امت ہے جس پر آیات و احادیث کی بے شمار ہدایات ناطق و شاہد ہیں اور ساری اُمت مسلمہ کا اسی کے مطابق اعتقاد و عمل ہے اور اسی پر اس کا اجماع بھی ہے۔ اس سفینہ نوح پر جو سوار ہوا وہ ساحلِ مراد کو پہنچا

اور جس نے ان نجوم ہدایت کی روشنی میں اپنا سفر حیات شروع کیا وہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ اپنی منزل مقصود سے ہم کنار ہوا۔

تعقل، تفکر، تدبیر اہل اسلام کے لیے بموجب ہدایات و ارشادات کتاب و سنت ہر عہد و قرن میں ضروری ہے اور ان کا یہ دینی و شرعی و اجتماعی فریضہ ہے کہ اسرار و رموز حیات و کائنات میں غور و خوض کر کے ان کی گتھیاں سلجھائیں اور انسانی معاشرہ کی صلاح و فلاح کے لیے وہ تمام تر تدابیر بروئے کار لائیں جن کی انھیں کچھ بھی ضرورت حاجت محسوس ہو اور بنی نوع انسان کے حق میں کسی بھی جہت سے جس امر مطلوب کی کوئی بھی افادیت و اہمیت مقصود ہو۔ لیکن تحقیق و تفتیش و اکتشاف و ایجاد اور اقدام و عمل کے ہر مرحلے میں قدم قدم پر اس کی رعایت اور اس کا التزام ہر مسلمان کے اوپر واجب ہے کہ اسلام و شریعت مطہرہ نے جو اصول و قواعد و ضوابط مقرر فرمادیے ہیں اور جو ہدایات جاری فرمادی ہیں ان کی کسی طرح خلاف ورزی نہ ہو اور الحاد و اعتزال و انحراف و ضلال و تجاوز و خروج سے اپنے آپ کو ہر قیمت پر محفوظ رکھا جائے۔

مہد سے لحد تک عقائد و عبادات و معاملات کے جو دائرے اسلامی شریعت مطہرہ نے متعین کر دیے ہیں ان کی پابندی فرض شرعی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اطاعت و اتباع سے کسی مسلمان کو کسی حال میں مفر نہیں۔ اسی طرح کتاب و سنت سے ثابت و واضح احکام و مسائل میں کسی کی ذاتی رائے اور قیاس آرائی کا کوئی دخل نہیں۔ نہ ہی ان کے اندر کسی بڑے سے بڑے عالم و فقیہ و مجتہد کو مجال دم زدن و جرأت این و آں و جسارت چینی و چنناں کی کوئی گنجائش ہے۔

عقائد میں کسی مجتہد کی تقلید جائز نہیں نہ ہی عبادات و توقیفیہ میں کسی طرح کی تقلید کا کوئی دخل ہے۔ یعنی کتاب و سنت سے ثابت اور منصوص احکام میں تقلید کا کوئی جواز نہیں۔ نہ عہد رسالت و عہد صحابہ زمانہ مابعد کی اصطلاحی تقلید فقہی کا نام تھا نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ کیوں کہ ان کے اقوال و اعمال براہ راست وحی ربانی اور مشکاة نبوت سے مستفیر ہوا کرتے تھے۔ ہاں! صحابہ کرام کے مراتب و مدارج علم و فہم متفاوت تھے اس لیے علم و افتقہ صحابہ کبار سے دیگر صحابہ کرام مسائل شرعیہ میں رجوع کیا کرتے تھے اور ان کے بیان کردہ احکام و مسائل کے مطابق عمل

کیا کرتے تھے۔

علم و افتاء کی طرف رجوع و سوال کا حکم خود رب کائنات نے دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (سورة النحل آیت ۴۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

اور تفقہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

يَحْذَرُونَ. (سورة التوبة۔ آیت ۱۲۲)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہونیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا

کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل

کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرنا میں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

انما شفاء العنی السؤال۔ (ابو داؤد) مرضِ جہل کا علاج سوال ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

اللّٰهُمَّ فَفِهِ فِي الدِّينِ وَ عِلْمِهِ التَّوْبِيلَ (الحديث)

اے اللہ! انھیں دین کی فقہت اور تفسیر و تادیل کا علم عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول کی ملازمت اور کثرتِ اکتساب کی

وجہ سے جلیل القدر صحابہ کرام کے درمیان اپنی دینی بصیرت اور تفقہ کے باب میں امتیازی شان

کے مالک تھے۔ یہاں تک کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود کے بارے میں فرمایا:

لَا تَسْئَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ: (مشکوٰۃ بروایت بخاری)

جب تک یہ عالم و فقیہ تمہارے درمیان موجود ہیں اس وقت تک مجھ سے

نہ پوچھو۔

کتاب و سنت اصل مصادر شریعت ہیں اور انھیں کی روشنی میں قیاس مجتہد کو بھی علما و فقہائے اسلام نے مصادر شریعت میں شمار کیا ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث نبوی سے ہوتی ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حاکم یمن بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ روانگی سوال فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی معاملہ فیصلہ کے لیے لایا جائے گا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ سنتِ رسول سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ پاسکو تب کس طرح فیصلہ کرو گے؟ اس وقت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اجتهد برائی والا آلو۔ قال فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على صدره و قال. الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لمایرضی به. (ابواب الاحکام للحیاء مع الترمذی۔ ج ۱۔ و دارمی و مشکوٰۃ)
اس وقت میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
اللہ کا حمد و شکر ہے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس کی توفیق دی جس سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد لاتجمع امتی علی الضلالة (الحدیث) اور دیگر ارشادات کی روشنی میں عہد تابعین و تبع تابعین ہی میں علما و فقہائے اسلام نے اجماع امتِ مسلمہ کو بھی مصادر شریعت میں شامل کر لیا۔ اس طرح (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) قیاس شرعی (۴) جماع امت۔ یہ چار مصادر شریعت (ادلہ اربعہ) قرار پائے اور سوادِ اعظم نے فقہاء و مجتہدین امت کے علم و فضل، ان کی دینی و ایمانی فہم و فراست، ان کی دیدہ وری و نگاہِ دہی، ان کے ورع و تقویٰ، ان کے حزم و احتیاط، اور ان کی خدا ترسی و مال اندیشی پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے وضع کردہ اصول و ضوابط و کلیات و جزئیات کو جملہ احکام و مسائل غیر منصوصہ میں حرزِ جان بنایا اور درجہ بہ درجہ و عہد بہ عہد انھیں قبول کرتے اور ان کے مطابق عمل کرتے چلے آ رہے ہیں کہ یہی ہدایتِ صراطِ مستقیم و اتباعِ سبیلِ مومنین اور ادوارِ مابعد کی اصطلاحی

تقلید ائمہ مجتہدین ہے۔

مختلف علوم و فنون کی طرح رفتہ رفتہ فقہ اسلامی کے بھی اصول و قواعد مرتب ہوتے گئے اور تفصیلی دلائل کے ساتھ احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو علم فقہ کہا جانے لگا اور اصول فقہ کی یہ اصطلاحی تعریف کی گئی کہ:

العلم بالقواعد الكلية التي يتوصل بها الى استنباط الاحكام

الشرعية العملية من ادلتها التفصيلية.

کتاب و سنت کی روشنی میں مقاصد شریعت یعنی حفظ دین و نفس و نسل و عقل و مال ان فقہاء و مجتہدین کا مطمح نظر ہے اور ان کی ساری کدو کاوش اسی محور کے گرد ہمیشہ گردش کرتی رہی ہے۔ مجتہدین کے کبھی طبقات (۱) مجتہدین فی الشریعہ (۲) مجتہدین فی المذہب (۳) مجتہدین فی المسائل (۴) اصحاب تخریج (۵) اصحاب ترجیح (۶) اصحاب تمیز نے انھیں مقاصد شریعت کی تکمیل کی راہ میں اپنی دینی و علمی و فکری و اجتہادی توانائیاں صرف کیں اور اپنی عمر عزیز کو اسی تفقہ و اجتہاد کے لیے وقف کر دیا۔ نمبر ۲ سے نمبر ۶ تک کے مجتہدین حقیقی طور پر مجتہدین فی الشریعہ کے مقلد فقہی قرار پاتے ہیں اور انھیں کی طرف ان سب مجتہدین اور دیگر مقلدین کا انتساب ہوتا ہے۔

استخراج مسائل شرعیہ کا کام اب بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا کہ یہ شریعت جاوداں اور پیہم رواں دواں ہے اور ہر عہد و عصر کے مسائل و قضایا کو حل کرنے کی اس کے اندر بھر پور صلاحیت موجود ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ آج آخری درجہ اجتہاد بند نہیں ہوا ہے مگر اس کا اہل بھی تو کوئی ہو؟ تعبیر کی غلطی سے اچھے خاصے حضرات کہتے نظر آتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے تو موجودہ علما کو بھی اجتہاد کرنا چاہیے۔ جس سے ان کا مقصد اس کے سوا عموماً کچھ نہیں ہوتا کہ نئے حالات و مسائل کا شریعت کی روشنی میں کوئی حل ڈھونڈنا چاہیے۔ ان کی یہ خواہش صد فی صد درست ہے مگر انھیں چاہیے کہ لفظ اجتہاد کی بجائے لفظ استخراج کا استعمال کریں تاکہ ان کا لفظ ان کی بات اور ان کا مافی الضمیر صحیح طور پر اور صحیح تناظر میں واضح ہو سکے۔

مذکورہ طبقات میں سے کسی طبقہ میں بلکہ آخری طبقہ (اصحاب تمیز) میں بھی کسی موجودہ

عالم و مفتی و فقیہ کے شامل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ طبقہ مقلدین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور ان کے لیے تقلید فقہی ہر حال میں واجب ہے۔ کیوں کہ دو دو چار کی طرح یہ حقیقت روشن ہے کہ جو شخص مجتہد نہیں وہ مقلد ہے۔ اور تقلید ہی میں اس کے لیے عافیت اور راہ نجات ہے۔

جو شخص علم طب سے واقف نہیں وہ طبیب نہیں۔ جو علم سے نابلد ہے وہ عالم نہیں۔ یہ بات ایک عام آدمی بھی اچھی طرح سمجھتا ہے۔ سمندر کے اندر موتیوں کی کمی نہیں ہوتی ہے مگر انھیں سمندر کی تہ سے باہر وہی شخص نکال سکتا ہے جو ماہر غوطہ خور ہو۔ ورنہ جسے غوطہ خوری نہ آتی ہو وہ موتیوں کی طلب میں سمندر کے اندر چھلانگ لگا کر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

تقلید فقہی کا تعلق صرف ابواب فقہ سے ہے۔ اور احکام و مسائل غیر منصوصہ میں ہی اس کا وجود و جوب ہے۔ باقی علوم فنون اسلامیہ و عربیہ اور عصری علوم و فنون میں ہر عالم و محقق اپنی استعداد و لیاقت و صواب دید کے مطابق جو کچھ کرنا چاہے اور جس شعبہ علم و فن میں آگے بڑھنا چاہے اس کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں۔ وہ ڈاکٹری، انجینئرنگ، فائنس وغیرہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ تحقیق و ریسرچ کرے اور اونچے سے اونچے درجہ پر فائز ہو تو یہ اس کی بڑی کامیابی اور قابل رشک ترقی ہے جس پر علماء و فقہائے اسلام کی جانب سے کوئی قدغن اور کوئی پابندی نہیں۔ بس صرف اتنی شرط ہے کہ حدود شریعت سے اس کے قدم آگے نہ بڑھنے پائیں۔

نفوی طور پر اپنی گردن میں قلابہ ڈالنے کو تقلید کہا جاتا ہے۔ جب کہ اصطلاحی طور پر تقلید فقہی کی تعریف یہ ہے۔ احکام و مسائل شرعیہ غیر منصوصہ میں کسی امام مجتہد کی تحقیق کو بلا دلیل و حجت مان لینے کا نام تقلید ہے۔ چنانچہ علمائے متقدمین نے صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی مستند کتب و رسائل میں یہی کتاب تحریر فرمائی ہے جن میں سے چند عبارات درج ذیل ہیں:

التقلید عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل.

(التعريفات للسيد الشريف الجرجاني)

التقلید اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ یقول او فی فعلہ علی زعم

انہ محقق بلا نظر فی الدلیل (نور الانوار بحث قلید و حاشیہ

حسامی باب متابعة الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) التقلید

هو قبول قول بلا حجة (المستصفی جلد دوم للامام الغزالی)

التقليد العمل بقول الغير من غير حجة (مسلم الثبوت لمحب

الله البهاری)

ظاہر ہے کہ جو عالم مجتہد نہیں ہوگا وہ مقلد ہی ہوگا اور اسے تقلید فقہی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جس طرح مختلف علوم و فنون کے ماہرین اپنے علم و فن کے تعلق سے جو تحقیق بیان کریں وہ ان کی علمی و فنی تحقیق کا نتیجہ ہوتا ہے جسے دنیا کے کروڑوں انسان بلا چون و چرا تسلیم کرتے ہیں اور کوئی جاہل و عامی شخص اگر کج بحثی پر آمادہ ہوتا ہے تو اسے ہر عاقل انسان ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ صدیوں پیشتر کے جلیل القدر علما و فقہائے اسلام بھی تقلید فقہی کے قائل اور اس پر عامل تھے جن کی عظمت و فضیلت دینی و علمی پر شرق و غرب کے مسلمان متفق ہیں۔ عالمی اسلام کے بڑے بڑے علما و فقہاء و فضلا کا اگر آج جائزہ لیا جائے تو ان میں ایسے افراد و اشخاص صحیح معنوں میں نادر الوجود ہیں جنہیں کلیات و جزئیات فقہ پر عبور ہو۔ اور بڑے بڑے دارالافتاء کے نامور مفتیان کرام بھی معرفت دلائل تفصیلیہ کے بعد اجراء فتویٰ کرنے والے اصحاب فتویٰ نہیں ہیں بلکہ ان کی حیثیت ناقلین فتاویٰ سے زیادہ نہیں ہے۔

ائمہ مجتہدین فی الشریعہ یعنی امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرتبہ و مدون فقہی اصول و ضوابط اور ان کی تائید و تفریح کو اسلامی بلاد و امصار میں شروع ہی سے اتنا شرف قبول حاصل ہوا کہ سواد اعظم نے انہیں میں سے کسی ایک کی تقلید فقہی پر اتفاق کر لیا اور تقریباً ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا کہ اسی پر اس کا اجماع بھی ہو گیا۔ ماراہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن (اثر ابن مسعود) کا یہ ایک بہترین نمونہ اور جلوۂ حق نما ہے جس کے اندر سواد اعظم کا اصل چہرہ صاف عیاں اور ہر طرح نمایاں ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے ایک عظیم و جلیل فقیہ و مفتی مگر مقلد حنفیت کی زبانی فقہ اسلامی کی حقیقت سن کر اور اسے سمجھ کر قارئین کرام بھی اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہوں گے کہ اجتہاد تو بڑی چیز ہے آج کل تفقہ بھی ایک جنس نایاب سے کم نہیں ہے۔

فقاہت کیا چیز ہے اور تفقہ فی الدین کب حاصل ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں فقیہ

اسلام امام احمد رضا بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) رقم طراز ہیں:

فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے۔ یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے۔

بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ، وضوابط محررہ، وجوہ تکلم، وطرق تفہیم، و تنقیح مناط، و لحاظ انضباط، و مواضع یسر و احتیاط، و تجنب تفریط و افراط، و فرق روایات ظاہرہ و نادرہ، و تمیز درایات غامضہ و ظاہرہ، و منطوق و مفہوم صریح و محتمل، و قول بعض و جمہور و مرسل و معلل، و وزن الفاظ متقین، و سہ مراتب ناقلین، و عرف عام و خاص، و عادات بلاد و اشخاص، و حال زمان و مکان، و احوال رعایا و سلطان، و حفظ مصالح دین، و دفع مفاسد مفسدین، و علم وجود تخریج، و اسباب ترجیح، و مناج توفیق، و مدارک تطبیق، و مسالک تخصیص، و مناسک تقلید، و مشارع قیود، و شوارع مقصود، و جمع کلام، و نقد مرام، و فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام، و اطلاع عام، و نظر دقیق، و فکر عیق، و طول خدمت علم، و مہارت فن، و تہیظ وانی، و ذہن صافی، و معاد تحقیق، و مزید توفیق کا کام ہے اور حقیقتاً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عز و جل بخش کرم اپنے بند کے قلب میں القا فرماتا ہے:

وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم.

(ص ۱۴، ابانۃ المتواری (۱۳۳۱ھ) مطبوعہ بریلی)

آج جو لوگ فقہائے اسلام سے بے نیاز ہو کر اجتہاد کے دعویدار ہیں ان کا جائزہ لیجے تو مذکورہ مراتب و مدارج کجا؟ صحیح عربی دانی کے حامل بھی نہ ملیں گے۔ چند مشکل آیات و احادیث اور اشعار عرب پیش کر کے دیکھیے، صحیح ترجمہ و تفہیم سے بھی قاصر نظر آئیں گے۔

فقہاء و مجتہدین السام کے احکام اجتہاد یہ اور مسائل مستنبط میں اگر اختلاف زمان و مکان اور ضرورت و حاجت وغیرہ کی بنیاد پر تغیر و تبدیلی کی جائے تو ایسا کرنا روا ہے مگر اس کے لیے مشق و مہارت اور درک و مہارت رکھنے والے فقہائے اسلام ہی ماذون و مجاز ہیں اور یہ کام نہ ہر کس و ناکس کا ہے نہ عام علماء و مفتیان کرام کا ہے۔ یہ ضابطہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۔ میں اس طرح مذکور ہے۔

اختلاف زمانہ، ضرورت، تعامل وغیرہ جن وجوہ سے قول دیگر پر فتویٰ مانا

چھ باتیں ہیں جن سے قول امام بدل جاتا ہے۔ لہذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے۔ اور وہ چھ باتیں (۱) ضرورت (۲) دفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) دینی ضرورت و مصلحت کی تحصیل (۶) کسی فسادِ موجود یا مظلون یہ ظن غالب کا ازالہ۔ ان میں بھی ھقیقۃً قول امام ہی پر عمل ہے۔

جو حضرات تقلید فقہی کو غیر ضروری بلکہ باطل قرار دیتے ہیں وہ عموماً دو قسم کے افراد ہوتے ہیں۔ (۱) بدہب و مسلک ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ حرائی کے تبعین و مقلدین (۲) جدید تعلیم یافتہ مگر علم دین سے نا بلند طبقہ۔

پہلی قسم کے حضرات کا دعویٰ کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔ ان کی طرف سے ترک تقلید کا دعویٰ ہوتا ہے جب کہ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے مذکورہ ائمہ کے قبیح نہیں بلکہ مقلد محض ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے افراد اپنی تجدید پسندی اور روشن خیالی کے زعم میں ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو سنجیدہ کم اور مضحکہ خیز زیادہ ہوتی ہیں اور علم و بصیرت و فقہ و افتاء سے ان کی دوری و نا آشنائی ایک ایک جملہ سے عیاں ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح کے افراد ائمہ مجتہدین پر طعن و تشنیع اور سواد اعظم کی تنقید و مذہب کر کے اختلاف و اختصار امت و ملت میں اضافہ کا سبب بننے کے سوا کچھ اور نہیں بن سکے ہیں۔ جس تقلید کے خلاف انھوں نے ہنگامہ خیزی و معرکہ آرائی کی اس سے الگ ہٹ کر انھوں نے کون سے کارنامے اور کون سے خدمات انجام دی ہیں اس کا بھی ساری امت کو علم ہے۔ مقلدین سے زیادہ اس طرح کے غیر مقلدین کتاب و سنت سے کتنے قریب اور ان پر کتنے عامل ہیں اور اپنی خواہشات و ہوائے نفس کو چھپانے کے لیے کس طرح وہ کتاب و سنت کی آڑ لیتے ہیں اس حقیقت سے بھی ساری امت مسلمہ شرق سے غرب تک اچھی طرح واقف و باخبر ہے۔ عام مسلمانوں کی بات ہی کیا ہے کہ انھیں ہر مسئلہ شرعیہ میں کسی عالم دین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور یہی حال عام علمائے کرام کا بھی ہے کہ انھیں جزئیات فقہ پر مشتمل ان کتب فقہیہ کے مطالعہ پر اکتفا کرنا پڑتا ہے جو مقلد علماء و فقہاء ہی نے تحریر فرمائی ہیں۔ معدودے چند حضرات جو براہ راست اور ہمہ وقت فقہ و افتاء سے وابستہ رہتے ہیں ان کا جائزہ لینے پر آخری

طبقہ مجتہدین یعنی اصحاب تمیز میں انھیں شمار کیا جانا بھی اتنا مشکل اور وقت طلب امر ہے کہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں سواد اعظم اور ان کے موجودہ علما و فقہائے صغار و کبار اگر تقلید فقہی کو اپنے حق میں لازم و واجب سمجھتے ہیں تو یہ ان کی عین سعادت و سلامت روی ہے۔ اور اسی میں امت مسلمہ کے لیے خیر و برکت و امن و عافیت و صلاح و فلاح بھی ہے۔ اس لیے سواد اعظم کو اسی جادۂ اعتدال و صراط مستقیم پر ہمیشہ گامزن رہنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ (ابن ماجہ)

سواد اعظم کی پیروی کرو، کیوں کہ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم اہل سنت و جماعت کو اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و صحابہ کرام کی سنت کی اطاعت و اتباع اور ائمہ مجتہدین کے نقوش قدم پر چلتے رہنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



نئی کتاب

کچھ دیر طلبہ کے ساتھ



تحریر علامہ غلام نصیر الدین نصیر

شائع کردہ : دارالایمان باغبانپورہ لاہور

ہدیہ : ۲۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

فرید بک شال اردو بازار لاہور مکتبہ امام ابوحنیفہ جامعہ نعیمیہ لاہور

القسم العربی

مجلة الفقه الاسلامی

تصدر من

أكاديمية الفقه الاسلامی المعاصر

ص ۱۷۷۷۷ کدمن (فہال

کراتشي پاکستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نورا احمد شاهتاز

☆.....

مساعد رئيس التحرير

الدكتور محمد صحت خان

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

فهرس الموضوعات

موقف النصارى من عيسى عليه السلام

بقلم الدكتور سيد الامين السلطاني